عربی نعت

محمد عبدالقدوس

(۱)

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ادب کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جس نے اگر ایک طرف ادب کے ذوقِ لطیف کو تسکین بخشی ہے تو دوسری طرف روح کو بالیدگی عطا کی ہے۔ اور دلوں کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کے تحفے دیئے ہیں۔ نعتیہ کلام کا سرمایہ اُردو زبان کی طرح مشرق کی ممتاز زبانوں کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شعراء برابر اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام زبانوں میں عربی زبان سرفہرست ہے جس سے دوسری زبانیں متاثرہوئی ہیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ نعت کا سرمایہ جس قدر اردو میں جمع ہوا ہے۔ اتنا فارسی میں نظر نہیں آتا۔ یا کم از کم مدون نہیں ہوا۔ چونکہ عربی میں نعت کا تخلیقی زمانہ کئی صدیوں میں پھیلا ہوا ہے اس لئے اُردو کی بہ نسبت عربی میں یہ کلام زیادہ ہونا چاہیئے لیکن افسوس عربی میں نعتیہ ادب کا سرمایہ بھی بہت کم محفوظ رہ سکا ہے۔ اور مطبوعہ کلام کی مقدار بھی شاید اُردو کے برابر نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اُردو میں ہر قسم کا کلام طباعت کے مرحلہ سے گذر چکا ہے۔

عربی میں نعت کی ابتداء عہدِ نبوی میں ہوئی مگر اس وقت شعر کی بہت وجوہ سے زیادہ اہمیت نہیں رہی۔ اس کی تین خاص وجوہ یہ تھیں:

اولاً یہ کہ عرب میں شعر کو جو اہمیت حاصل ہو چکی تھی۔ اسے قرآن کریم کے معجزانہ اثرات نے کم کر دیا تھا چونکہ ابتداء میں کفار ہر شعر پر قرآن کریم کا نام لگا کر اس کوشش میں مصروف تھے کہ لوگوں کے دلوں سے قرآن کریم کی روحانی عظمت ختم کر دیں، اس لئے رسولؐ اور صحابہؓ کو شعر کے ساتھ دلچسپی نہیں تھی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ۔ [1]

(نہ ہم نے اپنے رسولؐ کو شعر سکھایا اور نہ ہی یہ فن اس کے لئے سزاوار ہے۔)

نہ صرف یہ کہ بلکہ قرآن کریم نے عربوں کے اس رواج کو بھی ختم کر دیا جو ہر طرح کے شعر

---

[1] القرآن الکریم۔ ۳۶ : ۶۹

اور شاعر کو غیر معمولی اہمیت دیا کرتے تھے۔ ۲۔ ارشاد ہے۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۳

(شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں یہ شاعر ہر وادی میں سرگشتہ پھرتے ہیں اور زبان سے وہ کہتے ہیں جس پر عمل نہیں کرتے) لیکن ان گم کردہ راہ شعراء کے علاوہ جو شاعر اپنے سامنے نصب العین رکھتے ہیں اور سچائی کے پرستار ہیں ان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ قرآن نے فرمایا"

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۴

(سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہوں اور صالح عمل کرتے ہوں اللہ کو بہت یاد کرتے ہوں اور اپنا انتقام لیتے ہیں بعد اس سے کہ ان پر ظلم ہوا۔)

ثانیاً :۔ چند مشہور شاعروں کو چھوڑ کر دوسرے شعراء کبھی کبھار شوقیہ شعر کہتے تھے۔ اور اس مشغلے میں وہ اپنی روح آزادی کو برقرار رکھنا پسند کرتے تھے، اسلام کی تعلیمات نے فن کاروں کے ہاں رائج بے مقصد شاعری پر تو ضرب لگا دی لیکن شوقیہ شعر کہنے والوں نے افراد کی مدح بہت کم کی تھی مدحیہ اشعار میں وہ اپنے خاندانوں اور قبیلوں کی مدح کیا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ایسے اصحاب اسلام اور مسلمانوں کی شان میں شعر کہنے لگے۔ اس طرح مدحیہ شاعری اسلام اور دعوت اسلام کی مدافعت میں کام آنے لگی۔

ثالثاً :۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رسمی احترام و عقیدت سے زیادہ جذبۂ عمل کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اس لئے فرمایا کہ "میری تعظیم اور میری مدح میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح

---

۲ علماء نے کہا ہے قرآن کریم نے جس شعر کی مذمت کی ہے اس سے مراد عربوں کے ہاں رائج وہ شعر تھا جو اکاذیب اور فحش گوئی کا مجموعہ ہوا کرتا تھا۔ ورنہ جس شعر کا مضمون اور مقصد اچھا ہو اس کی حوصلہ افزائی خود حضور نے بھی فرمائی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مکی دور میں صحابہ شعر گوئی سے محترز ہی رہے۔

۳۔ القرآن الکریم ۲۶ : ۲۲۶ ۔ ۴۔ القرآن الکریم ۲۶ : ۲۲۷

کا مبالغہ نصاریٰ نے اپنے رسول کے بارے میں کیا ہے"۔ اس لئے صحابہؓ نے حضورؐ کی تعریف میں شعر کہنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ ان ساری باتوں کے باوجود محبت کا اپنا ایک ضابطہ ہے۔ جو کبھی کبھی دل کو تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ بے اختیار زبانوں پہ بے ساختہ آپ کی مدح آ ہی جاتی تھی اس طرح کے نعتیہ اشعار کو اگر جمع کیا جائے تو اچھا خاصا دیوان مرتب ہو جاتا ہے۔

(۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مدحیہ شعر کی ابتدا حضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب سے ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق حضورؐ کا ظہور قدسی والد محترم کی وفات سے چھ ماہ بعد ہوا۔ حضرت عبداللہ کی جواں مرگی (۱۸ سال کی عمر میں وفات) نے عبدالمطلب کے جوش محبت اور جذبات حسرت و فراق میں اضافہ کر دیا تھا حضورؐ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ نہایت ہی محبت سے آپ کی تربیت کی۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ عبدالمطلب حضورؐ کو خانہ کعبہ کے اندر لے گئے اور آپ کے حق میں مندرجہ ذیل دعائیہ شعر پڑھے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ	ھٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ
قَدْ سَادَ فِی الْمَھْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ	اُعِیْذُہٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ
حَتّٰی یَکُوْنَ بُلْغَۃَ الْفِتْیَانِ	حَتّٰی اَرَاہُ بَالِغَ الْبَیَانِ
اُعِیْذُہٗ مِنْ کُلِّ ذِیْ شَنَآنِ	مِنْ حَاسِدٍ مُضْطَرِبِ الْعِنَانِ[ﷺ]

(میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے مجھے یہ بچہ عطا کیا جس کا لباس پاکیزہ ہے۔ وہ گہوارے ہی میں دوسرے بچوں کا سردار ہے۔ میں اسے بیت اللہ کی پناہ دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کا مددگار اور فصیح و بلیغ ہو جائے۔ میں اس کے لئے بغض والے بے لگام حاسد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)۔

ان اشعار میں مستقبل کی توقعات اور تمنائیں شامل ہیں مگر ایک مصرعہ " قد ساد فی المھد علی الغلمان" مدحیہ ہے۔

شہ - الروض الانف للسہیلی ۱ : ۱۰۶

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کی تربیت حضرت ابوطالب کے زیرِ سایہ ہوئی۔ اور ۴۲ سال تک وہ آپ کے ساتھ رہے۔ حضرت ابوطالب نے بھی آپ کی تعریف میں متعدد مواقع پہ شعر کہے۔ نمونہ کے طور پہ ہم صرف ایک موقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت کے فرائض انجام دینے لگے تو حضرت ابوطالب نے آپ کی خوب حمایت کی اور خاندانی عصبیت اور اپنے زمانے کے تمام رسوم کے پیش نظر آپ کی حمایت ہر ممکن طریق سے کی۔ اس لئے قریش کو حضرت ابوطالب سے قطع تعلق کی ہمت نہ پڑی لیکن جب ان کی عداوت انتہا کو پہنچنے لگی تو حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ تم حضورؐ کی سرپرستی چھوڑ دو۔ ہم تمہیں کوئی دوسرا جوان (جسے تم پسند کرو) حوالہ کر دیتے ہیں تم اسے متبنّٰی بنا لو اور اپنے بھتیجے کی حمایت سے قطع تعلق کر کے اسے ہمارے حوالہ کر دو۔ حضرت ابوطالب نے جواب میں فرمایا تعجب! کیا دوہرے ظلم کی تجویز ہے کہ اپنا بچہ بھی تمہارے بچے کی پرورش بھی اپنے ذمے لے لوں۔

اس موقع پہ حضرت ابوطالب نے ایک طویل قصیدہ کہا، جس میں بڑا درد ہے۔ اس قصیدہ میں چند مدحیہ شعر یہ ہیں:

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ يُبْزَى مُحَمَّدٌ	وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُونَهُ وَنُنَاضِلِ
وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ	وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلِ
وَمَا تَرْكُ قَوْمٍ لَا اَبَالَكَ سَيِّدًا	يَحُوطُ الذِّمَارَ غَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ
وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ	ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ
يَلُوذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ	فَهُمْ عِنْدَهُ فِي رَحْمَةٍ وَفَوَاضِلِ[۶]

(بیت اللہ کی قسم! تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم سے محمدؐ کو چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی ہم نے ان کی مدافعت میں نیزوں اور تیروں سے کام نہیں لیا۔ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ ہم اُسے تمہارے سپرد کر دیں گے یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہم اس کے آس پاس قتل ہو کر نہ گر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول کر اس کی حمایت میں اپنی جانیں قربان نہ کر دیں۔ تمہارا بُرا ہو، کوئی قوم ایسے سردار کو بھی چھوڑ سکتی ہے جو ذمہ داریوں کا محافظ ہو نہ بدزبان ہو اور نہ دوسروں کے

---

[۶] سیرة ابن ہشام ۱: ۱۷۶-۱۷۸ یہ تقریباً سو شعروں کا قصیدہ ہے۔ حضرت ابوطالب کے کچھ اور مدحیہ اشعار سیرة ابن ہشام ۱: ۱۲۰ پر دیئے ہوئے ہیں۔

بل بوتے پر زندگی بسر کرنے والا، وہ خوبصورت ہے ایسا کہ اس کے چہرے کا واسطہ دلا کر بارش مانگی جاتی ہے۔ یتیموں کا مددگار اور بیواؤں کو بچانے والا ہے بنی ہاشم کے نڈھال لوگ اس کی پناہ میں آتے ہیں تو وہ ان کی ہمدردی کرتا ہے اور ان کو اپنے انعامات سے نوازتا ہے)

ان اشعار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوطالب حضورؐ کی معنوی برکتوں کو محسوس فرماتے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ ان کی وجہ سے قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہ حضورؐ اپنے خاندان والوں کی مالی معاونت (غالباً حضرت خدیجہؓ کے مال سے) فرمایا کرتے تھے۔

اس مکی دور میں حضرت ابوطالب کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی مدحیہ اشعار کہے، ؎

(۳)

مدنی دور میں غزوات شروع ہوئے تو فریقین اپنی اپنی مدح میں رجزیہ شعر پڑھنے لگے۔ صحابہ کی طرف سے جو رجزیہ اشعار کہے گئے ان میں ایسے شعر بھی تھے جن میں حضورؐ کی مدح (نعت) کا بیان تھا۔ چند مشہور اصحاب کے کلام کا نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

۱:۔ حضرت حسان بن ثابتؓ :۔

عرب کی قبائلی جنگوں میں شاعر اپنے رجز کے ذریعہ ترغیب و تحریص کا اہم کردار ادا کرتا تھا۔ ان شعراء کی بدولت قبیلے کے افراد میں خودی کا احساس پیدا ہوتا تھا۔ مخالفین کو مرعوب کیا جاتا تھا۔ اور قبائل میں اپنی شجاعت کا پروپیگنڈہ کیا جاتا تھا۔ کفر و اسلام کے معرکہ میں مسلمان شعرا نے بھی کفار کے جواب میں رجزیہ شعر کہہ کر مجاہدوں کے حوصلے بڑھائے۔ ان شعرا کے سرخیل حضورؐ کے شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ تھے۔ وہ دور جاہلیت کے زمانے سے منجھے ہوئے شاعر تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کا دیوان مرتب ہو چکا ہے ان کے نعتیہ کلام کا ہر شعر عقیدت و محبت، برکت اور خیر کے جذبات سے لبریز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ اس وقت آپ نے راہ میں

؎ مثلاً حضرت عمرؓ کے یہ شعر جو انہوں نے اسلام لاتے وقت کہے تھے۔

فقلت اشهد ان الله خالقنا   وان احمد فينا اليوم مشتهر

نبی صدق اتی بالحق من ثقة   وافی الامانة مافی عوده خور

(میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق اور احمد آج ہم ہی مبعوث ہیں۔ وہ سچے نبی ہیں۔ اعتماد کے ساتھ حق لائے ہیں۔ امین ہیں اور ان میں کوئی کمزوری نہیں

ایک خیمہ میں مقیم عورت "ام معبد" کے ہاں بکری کے خشک تھنوں سے معجزے کے طور پر دودھ لیا تھا۔ سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کا ذکر عام ہے۔ اس واقعہ سے ہی متعلق ایک روایت ہے کہ انہی دنوں کسی جنّی (نامعلوم شخص) نے مکہ معظمہ میں کچھ شعر سنائے جو زبان زد عوام ہوئے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں :

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ — رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ

ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَحَّلَا — فَافْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدٍ [۵]

(اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوق کا پروردگار ہے، ان دو ساتھیوں کو اچھی جزا دے جو ام معبد کے خیموں میں اُترے۔ وہ خیرات کے ساتھ ٹھہرے اور پھر وہاں سے چل پڑے، وہ شخص کامیاب ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے۔)

حضرت حسان رضؓ نے اس وزن اور قافیہ میں آٹھ شعروں کا قطعہ کہا جس کے چار شعر یہ ہیں :

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ غَابَ عَنْھُمْ نَبِیُّھُمْ — وَقَدْ سُرَّ مَنْ یَسْرِیْ اِلَیْھِمْ وَیَغْتَدِیْ

تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَضَلَّتْ عُقُوْلُھُمْ — وَحَلَّ عَلٰی قَوْمٍ بِنُوْرٍ مُّجَدَّدٍ

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ — وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدِ

وَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ — فَتَصْدِیْقُھَا فِی الْیَوْمِ اَوْ فِیْ ضُحَی الْغَدِ [۹]

(وہ لوگ یقیناً نقصان میں ہیں جن کا نبی ان سے جدا ہو گیا۔ اس کے برعکس جن کے پاس وہ جا رہا ہے وہ خوش ہوئے۔ نبی ان لوگوں سے جن کی عقل گمراہ ہو چکی تھی، چلے گئے۔ اور دوسرے گروہ کے پاس تازہ روشنی لے آئے۔ نبی جو دیکھ رہے ہیں، دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھتے۔ اور ہر مجمع میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اگر کسی دن کوئی غیب کی بات بتاتے ہیں تو اسی دن یا دوسرے ہی دن اس کی تصدیق ہو جاتی ہے)

بدر کے غزوہ کے بعد قریش مکہ کے چند شاعر اپنے مقتولوں کے مرثیہ میں شعر کہنے لگے۔ جن کے جواب میں مسلمان شعراء نے بھی شعر کہے۔ مکہ کے شاعروں میں سے عبداللہ بن زبعری نے اپنے مقتولوں کا ذکر ایک قطعہ میں کیا تو حضرت حسان رضؓ نے جواباً یہ شعر کہے :

مَاذَا بَکَیْتَ بِہٖ الَّذِیْنَ تَتَابَعُوْا — ھَلَّا ذَکَرْتَ مَکَارِمَ الْاَقْوَامِ

وَذَکَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا ھِمَّۃٍ — سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْاِقْدَامِ

اَعْنِی النَّبِیَّ اَخَا الْمَکَارِمِ وَالنَّدٰی — وَاَبَرَّ مَنْ یُوْلِیْ عَلَی الْاَقْسَامِ [۱۰]

---

۵ و ۹ الروض الانف ۲ : ۷ — ۱۰ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۱۰۹

(کیا تم ان لوگوں کو رونے لگے جو یکے بعد دیگرے یہاں سے چلے گئے۔ لوگوں کے شریفانہ کردار کا تذکرہ کیوں نہیں کرتے اس اولوالعزم کا تذکرہ کیوں نہیں کیا جو عمدہ اخلاق والے اور جرأت کے ساتھ حملہ کرنے والے ہیں یعنی نبی کریمؐ کا جو صاحب لطف و کرم ہیں، اور جب قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں)

حضرت حسانؓ نے بدر اور احد سے متعلق اور بہت سے قصائد کہے ہیں جن کا تذکرہ اس مقالہ کے موضوع سے خارج ہے، فتح مکہ میں مہاجرین و انصار نے اپنے جذبات کا سلیقہ کے ساتھ اظہار کیا۔ حضرت حسانؓ نے فتح سے ذرا پہلے ایک فخریہ قصیدہ کہا جس کا شمار منتخب فخریات میں ہوتا ہے۔ نعت کے موضوع سے متعلق ان کے چند اشعار ہیں۔ ان اشعار میں مکہ کے ایک شاعر پر تعریض ہے۔ جو بعد میں اسلام لائے تھے رضی اللہ عنہ۔ اشعار یہ ہیں:

وَقَالَ اللّٰہُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا ۔۔۔ یَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ
شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ ۔۔۔ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَاَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيْفًا ۔۔۔ اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ ۔۔۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ [11]

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک بندہ بھیجا ہے۔ جو حق بات کہتا ہے۔ اگر تمہارا امتحان تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکے۔ اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں اٹھو اور اس کی تصدیق کرو مگر تم نے کہا نہ ہم اٹھیں گے اور نہ ہم ہدایت چاہتے ہیں تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برائی بیان کی۔ تو میں نے اس کا جواب دیا۔ اور اس کام کی اللہ کے ہاں جزا ہے۔ تم نے ایسی ہستی کی برائی بیان کی جو برکت والی ہے نیک ہے اور باطل سے روگرداں ہے وہ اللہ کی امانت دار ہے اور اس کی عادت وفاداری ہے تو میرے والد اور دادا اور میری آبرو کی حفاظت کرتی رہے گی)

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت حسانؓ نے خوب قصیدے کہے۔ ایک قصیدہ کے چند مدحیہ شعر یہ ہیں:

فَلَمَّا اَتَانَا الرَّسُوْلُ الرَّشِيْدُ ۔۔۔ بِالْحَقِّ وَالنُّوْرِ بَعْدَ الظُّلَمْ
فَقُلْنَا صَدَقْتَ رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ ۔۔۔ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَفِيْنَا اَقِمْ
فَنَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ الْاِلٰهِ ۔۔۔ اُرْسِلْتَ نُوْرًا بِدِيْنٍ قِيَمْ
فَاِنَّا وَاَوْلَادُنَا جُنَّةٌ ۔۔۔ نَقِيْكَ وَفِيْ مَالِنَا فَاحْتَكِمْ [12]

---

[11] ایضاً ۲ : ۲۸۱ [12] ایضاً ۲ : ۲۲۳

(پھر جب رشد و ہدایت والے پیغمبر ہمارے پاس حق اور نور لے کر آئے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے پاس آؤ اور ہمارے ہاں ٹھہرو ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ آپ کو صحیح دین دیا گیا ہے اور روشنی بنا کر بھیجا گیا ہے پس ہم اور ہماری اولاد ڈھال ہیں ہم تمہاری حفاظت کریں گے اور ہمارے مال میں آپ اپنی مرضی کے مطابق تصرف کیا کریں)

دیوان حسان میں حضورؐ کی مدح میں مندرجہ ذیل دو قطعہ بھی ہیں۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ شعر کس موقع پر کہے گئے تھے۔

(ا) واللہِ إنّا لا نُفارِقُ ماجِدًا ... عَفَّ الخَلِيقَةِ ماجِدَ الأجْدادِ

مُتَكَرِّمًا يَدْعُو إلى رَبِّ العُلى ... بَذَلَ النَّصِيحَةِ رافِعَ الأعْمادِ

مِثْلَ الهِلالِ مُبارَكًا ذا رَحْمَةٍ ... سَمْحَ الخَلِيقَةِ طَيِّبَ الأعْوادِ [۱۳]

(خدا کی قسم ! ہم اس صاحب عزت سے جدا نہ ہوں گے جو پاکیزہ اخلاق والا اور بزرگ باپ دادوں والا ہے۔ شریفانہ اخلاق رکھتا ہے۔ خدائے برتر کی طرف بلاتا ہے۔ خیر خواہی کرتا ہے اور اس کا درجہ بلند ہے، چاند کی طرح ہے برکت والا، مہربان ہے۔ اس کے اخلاق نرم اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے)

(ب) شَقَّ لَهُ مِنْ إسْمِهِ كَيْ يُجِلَّهُ ... فَذُو العَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذا مُحَمَّدٌ

نَبِيٌّ أتانا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ ... مِنَ الرُّسُلِ وَالأوْثانُ فِي الأرْضِ تُعْبَدُ

فَأمْسى سِراجًا مُسْتَنِيرًا وَهادِيًا ... يَلُوحُ كَما لاحَ الصَّقِيلُ المُهَنَّدُ

فَأنْذَرَنا نارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً ... وَعَلَّمَنا الإسْلامَ فَاللهَ نَحْمَدُ [۱۴]

(اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی تعظیم کے لئے اپنے ہی نام سے اشتقاق کیا ہوا نام رکھا چنانچہ عرش والے کا نام محمود ہے اور اس (نبی کریم) کا نام محمدؐ ہے۔ یہ ہمارے پاس اس وقت آئے جب یاس و ناامیدی کا پہرہ تھا اور زمین پر بتوں کی پوجا کی جا رہی تھی۔ یہ پیغمبر روشن چراغ بن کر آیا جس نے ہدایت کی راہیں کھول دیں۔ عرصہ گذرنے پر آپ کا پیغام ایسا صاف اور روشن ہے جیسے صقل شدہ ہندی تلوار ہو۔ اس نے ہمیں دوزخ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی اور اسلام کی تعلیم دی اس بات پر اللہ تعالیٰ ہی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور بھی اس طرح کے نعتیہ شعر حضرت حسانؓ کے دیوان میں پائے جاتے ہیں۔ اس انداز کے کچھ شعر مرثیہ کے طور پر بھی انہوں نے کہے ہیں۔ (دیکھئے دیوان حسان ص ۲۳ - ۲۵)

۱۳۔ دیوان حسان بن ثابت مطبع انجمن پنجاب لاہور ۱۸۷۸ ص ۲۲

۱۴۔ دیوان حسان بن ثابت مطبع انجمن پنجاب لاہور " ص ۲۴

۲:- مسلمانوں کے دفاع میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے ہر غزوہ کے موقع پر دشمنوں کے فخریہ یا ہجویہ قصائد کا جواب دیا۔ ایسے ہی قصائد میں کچھ مدحیہ شعر بھی آجاتے تھے جن کا نمونہ مندرجہ ذیل ہے۔

(ا) وَفِينَا رَسُولُ اللهِ نَتبعُ اَمرَهُ — اِذَا قَالَ فِينَا القَولَ لَا نَتَظَلَّعُ

تَدَلَّى عَلَيهِ الرُّوحُ مِن عِندِ رَبِّهِ — يُنَزَّلُ مِن جَوِّ السَّمَاءِ وَيُرفَعُ

نُشَاوِرُهُ فِيمَا نُرِيدُ وَقَصرُنَا — اِذَا مَا اشتَهَى اَنَّا نُطِيعُ وَنَسمَعُ [۱۵]

(اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں - ہم ان کے حکم کے تابع ہیں۔ جب وہ کوئی بات کہتے ہیں، تو ہم ٹال مٹول نہیں کرتے ان پر پروردگار کی طرف سے جبریل اُترتے ہیں۔ فضائے آسمان میں ان کا نزول و صعود ہوتا ہے، جو کچھ وہ چاہتے ہیں ہم اس کے ساتھ مشورہ کرتے ہیں اور ہماری پابندی یہ ہے کہ ہم ان کی بات سنتے اور مانتے ہیں)

(ب) فِينَا الرَّسُولُ شِهَابٌ ثُمَّ نَتبَعُهُ — نُورٌ مُضِيءٌ لَهُ فَضلٌ عَلَى الشُّهُبِ

اَلحَقُّ مَنطِقُهُ وَالعَدلُ سِيرَتُهُ — فَمَن يُجِبهُ اِلَيهِ يَنجُ مِن تَبَبِ

نَجدُ المُقَدَّمِ مَاضِي الهَمِّ مُعتَزِمٌ — حِينَ القُلُوبُ عَلَى رَجفٍ مِنَ الرُّعُبِ

نَمضِي وَيَذمُرُنَا عَن غَيرِ مَعصِيَةٍ — كَاَنَّهُ البَدرُ لَم يُطبَع عَلَى الكَذِبِ

بَدَا لَنَا فَاتَّبَعنَاهُ نُصَدِّقُهُ — وَكَذَّبُوهُ فَكُنَّا اَسعَدَ العَرَبِ [۱۶]

(ہم میں رسول ہیں جو ستارہ ہیں اور ہم اس کے تابع وہ روشنی ہیں جنہیں دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کی گفتار حق اور ان کی سیرت عدل، جس نے بھی ان کی آواز پر کان دھرا۔ وہ ہلاکت سے بچ گیا ہم نے انہیں اس وقت جرأت مند، اولوالعزم، ارادے کے دھنی پایا، جب دلوں پر خوف سے لرزا طاری ہوتا ہے، ہم آگے بڑھتے ہیں اور وہ ہمیں ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ وہ چاند ہیں۔ جھوٹ سے اس کی طبیعت ناآشنا، جب یہ چاند ہم پر طلوع ہوا تو ہم نے ان کی تصدیق کی، اور دوسرے لوگوں نے انہیں جھٹلایا، زہے نصیب کہ ہم عرب میں اس طریق سے نیک بخت ٹھہرے)۔

(ج) ایک اور رجزیہ (جو حضرت کعب نے بدر کے غزوہ میں کہا تھا) کے دو شعر یہ ہیں:

(ج) فَاِنِّي وَاِن عَنَّفتُمُونِي لَقَائِلٌ — فِدًى لِرَسُولِ اللهِ اَهلِي وَمَالِيَا

اَطَعنَاهُ لَم نَعدِلهُ فِينَا بِغَيرِهِ — شِهَابًا لَنَا فِي ظُلمَةِ اللَّيلِ هَادِيَا [۱۷]

---

[۱۵] سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۱۵۷ [۱۶] سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۱۶۵ [۱۷] سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۱۸۶

(اگر تم مجھے برا بھلا کہو تو بھی میں تو یہی کہوں گا کہ رسول اللہ پر میرا خاندان اور میرا سب کچھ قربان ہو۔ ہم نے ان کی پیروی کی ہے اور کسی کو اس کے ساتھ برابر نہیں ٹھہراتے وہ رات کی تاریکیوں میں ہمارے لئے رہبر ستارے ہیں)

(د) غزوہ خندق میں انہوں نے جو قصیدہ کہا اس کے دو نعتیہ شعر یہ ہیں:

(د) وَنُطِيعُ أَمْرَ نَبِيِّنَا وَنُجِيبُهُ ۔۔۔ وَإِذَا دَعَا لِكَرِيهَةٍ لَمْ نُسْبَقِ

مَنْ يَتَّبِعْ قَوْلَ النَّبِيِّ فَإِنَّهُ ۔۔۔ فِينَا مُطَاعُ الْأَمْرِ حَقُّ مُصَدَّقِ [۱۸]

(ہم اپنے نبی کے حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ اور جب وہ غزوہ کی دعوت دیتے ہیں تو ہم سے آگے کوئی نہیں بڑھتا جو شخص نبی کے قول کی پیروی کرے (وہ کامیاب ہے) پس انہی کا حکم ہمارے ہاں چلتا جاتا ہے اور وہ حق ہیں، تصدیق شدہ)

۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سے منسوب اشعار میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:

عمرۃ القضا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے آگے تشریف لے جارہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ۔۔۔ خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ مَعَ رَسُولِهِ

يَا رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهِ ۔۔۔ أَعْرِفُ حَقَّ اللهِ فِي قَبُولِهِ [۱۹]

(اے کفار کی اولاد! اس کا راستہ صاف کردو۔ ہٹ جاؤ اس لئے کہ تمام بھلائی اللہ کے رسول کے پاس ہے۔ اے اللہ میں ان کے فرمان پر ایمان لایا ہوں اور اسے قبول کرنے میں اللہ کا حق پہچانتا ہوں)

غزوۂ موتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ سپہ سالار حضرت زیدؓ ہوں گے وہ شہید ہوں تو حضرت جعفرؓ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہؓ سپہ سالار ہوں گے۔ اس غزوہ میں یہ تینوں علم بردار شہید ہو گئے۔ بہرحال حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس لشکر میں روانگی سے پہلے مندرجہ ذیل شعر کہے تھے۔

أَنْتَ الرَّسُولُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهُ ۔۔۔ وَالْوَجْهَ مِنْهُ فَقَدْ أَزْرَى بِهِ الْقَدَرُ

فَثَبَّتَ اللهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ ۔۔۔ فِي الْمُرْسَلِينَ وَنَصْرًا كَالَّذِي نُصِرُوا [۲۰]

---

۱۸ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۰۶ ۔۔۔ ۱۹ طبقات ابن سعد ۳ : ۲ : ۸۰

۲۰ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۵۶

(آپ ہی رسول ہیں پھر جو شخص آپ کی برکات سے اور آپ کے دیدار سے محروم ہو، اسے تقدیر نے بے عزت رکھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبروں میں جو فضائل دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں محکم رکھے اور آپ کی ویسے ہی مدد فرمائے جیسے ان کی ہوئی تھی)

۴:۔ عباس بن مرداس بنی سلیم کے ایک معروف شاعر تھے۔ یہ قبیلہ فتح مکہ سے قبل اسلام کا حلقہ بگوش بن گیا تھا۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک دن عباس اپنی اونٹنیاں چرا رہے تھے کہ ایک ناقہ سوار سفید لباس میں ملبوس نظر آیا اور اس نے کچھ ایسا کلام سنایا جس سے نبی کریمؐ کی نبوت کی بشارت ظاہر ہو رہی تھی۔ عباس گھبرائے ہوئے بت ضمار کے پاس آئے جو زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا:

قُل لِلقَبائِلِ مِن قُرَيشٍ كُلِّهَا هَلَكَ الضِّمارُ وَفازَ أَهلُ المَسجِدِ
هَلَكَ الضِّمارُ وَكانَ يُعبَدُ مُدَّةً قَبلَ الصَّلاةِ عَلى (؟ مَعَ) النَّبِيِّ مُحَمَّدِ
إِنَّ الَّذي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالهُدى بَعدَ ابنِ مَريَمَ مِن قُرَيشٍ مُهتَدي[۲۱]

(قریش کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ ضمار ہلاک ہوا اور اہل مسجد کامیاب ہوئے وہ ضمار کہ نبی کریمؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز کے رواج سے پہلے اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ قریش کے وہ بزرگ (نبی کریم) جو ابن مریم کے بعد نبوت اور ہدایت کے وارث بنے ہیں۔ ہدایت پر ہیں)۔

عباس نے یہ آواز سنی تو اپنے قبیلہ والوں کے پاس آئے انہیں قصہ سنایا اور پھر تین سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ عباس بن مرداس نے فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں عموماً اور غزوہ حنین میں خصوصاً کئی فخریہ قصائد کہے۔ جن میں کچھ شعر مدحیہ بھی ہیں۔ نمونہ یہ ہے۔

(۱) وَلَكِنَّ دِينَ اللهِ دِينُ مُحَمَّدٍ رَضِينا بِهِ فِيهِ الهُدى وَالشَّرائِعُ
أَقامَ بِهِ بَعدَ الضَّلالَةِ أَمرَنا وَلَيسَ لِأَمرٍ حَمَّهُ اللهُ دافِعُ[۲۲]

(لیکن اللہ کا دین محمد کا دین ہے اس پر ہم راضی ہیں اس میں ہدایت بھی ہے اور قوانین بھی۔ اس دین کے ذریعہ پیغمبر نے ہمارے معاملات درست کر دیئے اور جس امر کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔)

---

۲۱ الروض الانف ۲ : ۲۸۳ ۲۲ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۹۶

(ب) مَن مُّبلِغُ الاَقوَامِ اَنَّ مُحَمَّدًا ۔ رَسُولُ الاِلٰہِ رَاشِدُ حَیثُ یَمَّمَا
دَعَا رَبَّہٗ وَاستَنصَرَ اللّٰہَ وَحدَہٗ ۔ فَاَصبَحَ قَد وَفّٰی اِلَیہِ وَاَنعَمَا
سَرَینَا وَوَاعَدنَا قُدَیدًا مُحَمَّدًا ۔ یَؤُمُّ بِنَا اَمرًا مِنَ اللّٰہِ مُحکَمَا [۲۳]

(کون ہے جو لوگوں میں یہ اعلان کردے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ سیدھی راہ پہ ہیں، جدھر کا بھی رُخ کریں انہوں نے اپنے رب کو پکارا اور اللہ کی مدد طلب کی تو اللہ نے ان کی مدد کی اور ان پہ انعام کیا۔ ہم نے حضرت محمدؐ سے مقام قدیہ پہ ملنے کا وعدہ کیا اور ان کی طرف چل پڑے تاکہ وہ ہمیں لے کر اس مہم کو جاری کریں جو اللہ تعالٰی کی طرف سے طے شدہ ہے)۔

(۴)

یہ اصحاب وہ تھے جنہوں نے رجز وفخر کے قصائد کے ضمن میں مدحیہ شعر کہے تھے۔ چند شعراء ایسے بھی تھے جنہوں نے غزوات نہیں بلکہ عام حالات میں وعظ و نصیحت یا اعتراف حقیقت سے متعلق شعر کہے اور اس ضمن میں کچھ مدحیہ شعر بھی آئے۔ ان میں سے صرف ابو قیس صرمہ بن ابی انس قیس انصاری کا قصیدہ زیادہ مشہور ہے۔ وہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی حق گو مشہور تھے اور ان کے اس طرح کے کئی وعظ قطعہ منقول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کی شان میں بھی شعر کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ثَوٰی فِی قُرَیشٍ بِضعَ عَشرَۃَ حِجَّۃً ۔ یُذَکِّرُ لَو یَلقٰی صَدِیقًا مُوَاتِیَا
وَیَعرِضُ فِی اَہلِ المَوَاسِمِ نَفسَہٗ ۔ فَلَم یَرَ مَن یُؤوِی وَلَم یَرَ دَاعِیَا
فَلَمَّا اَتَانَا اَظہَرَ اللّٰہُ دِینَہٗ ۔ فَاَصبَحَ مَسرُورًا بِطَیبَۃَ رَاضِیَا
یَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَومِہٖ ۔ وَمَا قَالَ مُوسٰی اِذ اَجَابَ المُنَادِیَا [۲۴]

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش میں کئی سال وعظ و نصیحت کی خاطر مقیم رہے کہ ممکن ہے ایسے دوست ملیں جو میرے ساتھ ہم نوا ہوں۔ اس لئے آپ حج اور میلوں پر جمع ہونے والوں کو اپنی دعوت پیش کرتے رہے۔ مگر کوئی شخص ایسا نہ ملا جو آپ کو اپنی پناہ میں لے لے اور آپ کو اپنی طرف بلائے پھر جب ہمارے پاس آئے تو اللہ تعالٰی نے ان کے دین کو ظاہر فرمایا تو وہ مدینہ منورہ میں خوشی اور رضامندی کے ساتھ رہنے لگے وہ ہم کو وہ باتیں سناتے ہیں جو حضرت نوح نے اپنی قوم کو سنائی تھیں۔ اور وہ بات سناتے ہیں جو حضرت موسٰی نے اللہ تعالٰی کی آواز پہ لبیک کہہ کر کہی تھی)۔

---

۲۳ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۹۸ ۲۴ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۳

اس نمونہ کا ایک قطعہ وہ ہے جو قبیلہ ہمدان کے وفد کے سربراہ مالک بن نمط نے کہا تھا وفد ہمدان ان وفود میں سے تھا جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مختلف قبائل کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اپنے اسلام و اطاعت کا اعلان کیا تھا اس قطعہ کے چند شعر یہ ہیں۔

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلَی مِنًی ۔۔۔ صَوَادِرَ بِالرُّکْبَانِ مِنْ هَضْبِ قَرْدَدِ

بِاَنَّ رَسُولَ اللهِ فِينَا مُصَدَّقٌ ۔۔۔ رَسُولٌ اَتٰی مِنْ عِنْدِ ذِی الْعَرْشِ مُهْتَدِ

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا ۔۔۔ اَشَدَّ عَلٰی اَعْدَائِهٖ مِنْ مُحَمَّدِ

وَاَعْطٰی اِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَهٗ ۔۔۔ وَاَمْضٰی بِحَدِّ الْمَشْرَفِیِّ الْمُهَنَّدِ [۲۵]

(میں ان اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں جو سواروں کو لے کر قردد پہاڑ کے ٹیلوں سے نکل کر منیٰ کی طرف جھومتی ہوئی پہنچتی ہیں کہ اللہ کے رسول کی ہمارے ہاں تصدیق کی جاتی ہے۔ یہ رسول اہل عرش کی طرف سے ہیں اور ہدایت پر ہیں۔ کسی ناقہ کے کجاوہ پر ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنوں کے لئے زیادہ صاحب قوت، عطا کے طلب گار آئے، زیادہ فیاض اور ہندی تلوار کی دھار سے زیادہ ضرب لگانے والا ہو)۔

(۵)

کچھ اصحاب ایسے تھے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شعر کہے تھے فتح مکہ نے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا تو ان اصحاب نے بھی اپنے گناہوں کی تلافی کی۔ اسلام کے حق میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں شعر کہے۔ مثلاً عبداللہ بن زبعری نے بدر اور احد کے موقع پر کفریہ اشعار خوب کہے تھے۔ فتح مکہ کے بعد پہلے وہ نجران میں روپوش ہوا پھر مسلمان ہو کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچا اور قصیدہ پڑھا۔ جس کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

فَاغْفِرْ فِدًی لَکَ وَالِدَایَ کِلَاهُمَا ۔۔۔ زَلَلِی فَاِنَّکَ رَاحِمٌ مَرْحُومٌ

وَعَلَيْكَ مِنْ عِلْمِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ ۔۔۔ نُوْرٌ اَغَرُّ وَخَاتَمٌ مَخْتُومٌ

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهٗ ۔۔۔ شَرَفًا وَّبُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيمٌ [۲۶]

---

[۲۵] سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۳۴۹ [۲۶] سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۶۹

(میرے ماں باپ دونوں تجھ پہ فدا ہوں۔ میری لغزش معاف کیجئے آپ رحم کرنے والے ہیں اور اللہ کا رحم آپ پر ہے اور آپ پر اللہ کے علم کی ایک علامت ہے اور وہ ہے واضح نور اور لگی ہوئی مہر۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا محبوب بنا کر دلیل کے طور پہ رتبہ اور شرف عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی دلیل بڑی دلیل ہے)۔

ایسے ہی اصحاب میں مشہور نام حضرت کعب بن زہیر کا ہے جن کا قصیدہ مدحیہ اصطلاحی طور پہ ہر نعتیہ قصیدہ شمار ہوتا ہے اور اس لحاظ سے نعتیہ قصائد یا فن مدیح نبوی کی ابتدا کعب بن زہیر کے قصیدہ سے ہوتی ہے۔

کعب بن زہیر نے بھی قبل از اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف شعر کہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو کعب کے مسلم بھائی بجیر نے بھائی کو لکھا۔ جن لوگوں نے توبہ کی ہے وہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ تم بھی حاضر ہو کر معافی طلب کرو یا اپنے بچاؤ کا انتظام کرو۔ کعب نے یہ قصیدہ کہا اور خود مدینہ منورہ حاضر ہو کر اسلام لایا۔ یہ ۵۸ شعر کا قصیدہ ہے۔ ابتدا غزل سے ہوتی ہے جسے تشبیب کہتے ہیں اس حصہ میں سعاد نامی خیالی محبوبہ کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ بہت دور چلی گئی ہے اس تک پہنچنے کے لئے ایک تیز رفتار ناقہ کی ضرورت ہے اس خیالی ناقہ کی تقریب میں ۲۰ شعر کہے گئے ہیں مطلب یہ ہے گویا شاعر ناقہ پہ سوار ہے اور بدخواہ ناقہ کے دونوں طرف اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ابن سلمیٰ کے بیٹے تمہیں تو قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد اصل مطلب شروع ہوتا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں۔

فَقُلْتُ خَلُّوْا سَبِیْلِیْ لَا اَبَا لَکُمْ   فَکُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمٰنُ مَفْعُوْلُ
کُلُّ ابْنِ اُنْثٰی وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُہٗ   یَوْمًا عَلٰی اٰلَۃٍ حَدْبَاءَ مَحْمُوْلُ
اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ   وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَاْمُوْلُ
اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ   مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ [۴۷]

(میں نے ڈرانے والوں سے کہا کہ تمہیں خدا غارت کرے میری راہ چھوڑ دو۔ جو کچھ اللہ نے طے کیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ ہر انسان چاہے جتنی بھی لمبی مدت زندہ رہے ایک دن جنازے کی چارپائی پر اسے لیٹنا ہی پڑے گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ نے مجھے سزا دینے کا حکم سنایا ہے اور رسول اللہ کے ہاں

۴۷۔ سیرۃ ابن ہشام ۲ : ۲۱۵

عفو کی امید کی جاتی ہے بے شک اللہ کا رسول وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی بے نیام تیز تلوار ہیں۔)

(۶)

یہ عہد نبوت کی نعمت گوئی کا ایک خاکہ تھا اس کے سرسری مطالعہ سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

۱:- عہد نبویؐ میں مدح رسولؐ شعر کی مستقل صنف نہیں تھی اس لئے اس میں جزئیات کی استقصا بالکل نہیں ہوئی۔

۲:- مدح رسول عموماً اسلامی تحریک کی حمایت میں کہے ہوئے قصائد کا ایک حصہ تھی۔ اسس لئے نعت سے زیادہ مسلمانوں کی تعریف اسلام کی حمایت اور دشمنوں کی مذمت ان قطعات میں ہوتی تھی۔

۳:- نعت میں سراپائے رسول بیان کرنے کی توجہ زیادہ نہیں دی گئی۔ نعت میں ہدایت ربانی اور دعوت کے موضوع کو بیان کیا گیا ہے۔

۴:- معجزات کا ذکر ہے مگر بہت کم۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریم۔ جود و سخا جرأت و استقلال اور شجاعت و بہادری کا ذکر ہوا ہے۔ اور یہ کہ حضورؐ رہنما ہیں ان کی پیروی ہی میں فلاح ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول کریمؐ کی جس پُر شکوہ انداز سے مدح کی گئی ہے اس سے خود عرب شعراء اور مسلم معاشرے کے صحت مند اور بلند افکار کی ترجمانی ہوتی ہے۔

****